# برطانیہ میں مرزا طاہر احمد کا نیا "اسلام آباد"

تنویر قیصر شاہد

۱۹ دسمبر ۱۹۷۹ء "گارجین" (برطانوی روزنامہ) لکھتا ہے "اس سال کے وسط میں جب بین الاقوامی شہرت یافتہ پاکستانی سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام کو طبعیات میں جوہر کو توڑنے کے نئے اور سستے طریقے دریافت کرنے پر شاک ہوم میں نوبل انعام کی نصف رقم سے نوازا گیا تو ان (عبدالسلام) کے روحانی پیشوا مرزا طاہر احمد کے کہنے پر عبدالسلام نے سویڈش اخبار نویس البرٹ نیلٹ کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا "میں سب سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کا غلام ہوں' پھر مسلمان ہوں اور پھر پاکستانی "اس کے بعد ڈاکٹر عبدالسلام نے اپنی سیاہ اچکن' سفید پگڑی اور پاؤں کے خم دار کڑھائی دار جوتے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "میرا یہ لباس اولاً مرزا قادیانی (غلام احمد) کی مطابعت میں ہے' ثانیاً پاکستانی ہونے کا ثبوت فراہم کرتا ہے۔"

یہی مرزا طاہر احمد' جسے اقلیت قادیانیوں کا چوتھا خلیفہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے اور جس نے نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر عبدالسلام کو مسلمان پر قادیانی کو ترجیح دینے کا مشورہ دیا' آج کل لندن سے ۶۴ کلومیٹر دور جنوب میں واقع ایک خوبصورت' پرشکوہ اور جدید خطوط پر استوار بستی میں قیام پذیر ہے اور یہی اس کی سازشوں کا مرکز خیال کی جاتی ہے۔ ایکس ایکٹر پر واقع یہ جدید بستی جسے مرزا طاہر احمد نے "اسلام آباد" کا نام دے رکھا ہے' کو دنیا بھر میں بسنے والے قادیانیوں کے نزدیک ربوہ کے بعد دوسرا روحانی مرکز قرار دیتے ہیں۔ ٹل فورڈ کا یہ علاقہ جو کسی زمانے میں لکڑی کی بنی ہوئی بیرکوں پر مشتمل تھا اور جن میں نیوی کے نو آموز کیڈٹ رہائش رکھتے تھے' قادیانیوں کے سربراہ نے ۱۹۸۱ء میں چالیس کروڑ روپے میں خرید کر قادیانیوں کے لیے مختص کر دیا۔ مرزا طاہر احمد جس کا دعویٰ ہے کہ دنیا میں اس کے پیروکاروں کی تعداد دس ملین سے بھی تجاوز کر رہی ہے' نے ٹل فورڈ کے ویران

علاقے کو چند ماہ میں گل و گلزار میں تبدیل کر دیا۔ اس نے کھاتے پیتے قادیانیوں کو ترغیب دی کہ وہ اس علاقے میں مختصر قطعہ اراضی خرید کر رہائش اختیار کریں تاکہ یہاں زیادہ سے زیادہ قادیانی آباد ہو کر، کم از کم برطانیہ میں ایک بااثر طاقت کا موجب بن سکیں، جن کی آواز کو برطانوی باشندے اپنی آواز سمجھیں۔ اس منصوبے پر جلد ہی عمل ہونے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے ٹل فورڈ کا یہ علاقہ قادیانیوں سے بھرنے لگا جہاں اب اڑتیس سو قادیانی گھرانے آباد ہیں۔ ٹل فورڈ میں قادیانیوں، احمدیوں کا یہ مرکز "اسلام آباد" اسرائیلی یہودی دانشوروں کی جائے پناہ بھی بن گیا۔ کہا جاتا ہے آج کل مرزائیوں کے اس "اسلام آباد" میں ۸۵ کے لگ بھگ یہودی دانشور بھی آباد ہیں، جنہیں مرزا طاہر احمد کی خاص سفارش پر آباد کیا گیا کہ ان کا مرزا قادیانی سے گہرا یارانہ بتایا جاتا ہے۔ قادیانی جنہیں بھٹو کے دور میں ختم نبوت تحریک کے دباؤ پر اقلیت یعنی غیر مسلم قرار دیا گیا، کھل کر اور ہر طرح کے خوف سے آزاد ہو کر "اسلام آباد" میں اسلام کے خلاف یہودی دانشوروں کے مشورہ پر عمل کرتے ہوئے ملت اسلامیہ میں مکروہ اور مذموم سازشوں کا جال بچھانے اور انارکی پھیلانے میں مصروف عمل ہیں۔ مرزا طاہر احمد جو ضیاء الحق مرحوم کے دور میں (۱۹۸۴ء میں) ملک دشمن سرگرمیوں سے پردہ اٹھنے پر اور اس خوف سے کہ مسلمانان عالم بالخصوص پاکستانی مسلمان اسے ان سرگرمیوں پر معاف نہیں کریں گے، یہ شخص نہایت خفیہ طریقے سے لندن فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ لندن پہنچنے کے تیسرے دن مرزا طاہر اسرائیل گیا جہاں اس نے بائیس دن قیام کیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہی دنوں میڈرڈ (سپین) میں چھ مسلمانوں کا بہیمانہ قتل بھی طاہر احمد کے ایماء پر ہوا کہ انہوں نے میڈرڈ کے معروف اخبار "سپینش پیپل" میں احمدیوں اور قادیانیوں کی اس سازش سے پردہ اٹھایا، جس میں قادیانی سادہ لوح مسلمانوں کو مالی اور سماجی مسائل میں الجھا کر ایمان کی دولت سے محروم کرنے کے کئی پروگراموں پر عمل پیرا تھے۔ ("جورڈن ٹائمز" مئی ۱۹۸۷ء)

ایشیا ویک جون ۱۹۹۰ء کے مطابق مرزا طاہر احمد نے ۶۱ برس قبل مشرقی پنجاب کے ایک متوسط زمیندار گھرانے میں جنم لیا تھا آج قادیانیوں ہی میں نہیں، دنیا کے ان اکتالیس امراء میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ان کی دولت کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ مرزا طاہر احمد نے جس گھر میں آنکھ کھولی، وہاں اس کے علاوہ اس کے اکیس ۲۱ بہن بھائی بھی اس قلیل روٹی کو

کھانے والے تھے جو سب کا پیٹ بھرنے سے قاصر تھی۔ اس کے باپ کی نو عدد بیویاں تھیں۔ جنہوں نے اپنے شوہر کو تیرہ بیٹے اور نو بیٹیاں دیں۔ مرزا طاہر احمد جو تعلیمی میدان میں درمیانے درجے کا طالب علم تھا' نے پنجاب یونیورسٹی سے گریجویشن کرنے کے بعد لندن کے اورینٹیل سکولز اینڈ افریقن سٹڈیز میں داخلہ لیا جہاں وہ کئی برس زیر تعلیم رہا لیکن مسلسل ناکام ہوتا رہا۔ بالاخر تنگ آکر انتظامیہ نے اسے اپنے ادارے سے نکال دیا۔ اس کے ہم جماعتوں کا کہنا ہے کہ اس کی تعلیم پر کم اور عورت اور شراب پر زیادہ توجہ رہتی تھی۔ لندن میں سوہو کا علاقہ جہاں شراب اور عصمت فروش عورتوں کی بھرمار ہے' طاہر صاحب کا پسندیدہ مرکز تھا۔ کئی برس بعد اس کے ایک کلاس فیلو نے جو آج کل ''وال سٹریٹ'' اخبار سے وابستہ ہے' اس سے انٹرویو کے دوران جب یہ پوچھا کہ تم زمانہ طالب علمی میں اتنی کثرت سے شراب کا استعمال کیوں کرتے تھے تو مرزا طاہر احمد نے ہلکا سا قہقہہ لگاتے ہوئے کہا کہ اس لیے کہ یہ ہمارے جد اعلیٰ (مرزا غلام احمد قادیانی) کی سنت ہے اور میں اس سنت سے انحراف کیسے کر سکتا تھا۔ اکسٹھ سالہ مرزا طاہر احمد جس کی داڑھی اور سر کے بال سیاہ خضاب کے استعمال سے جامنی رنگ کے ہو رہے ہیں' دنیا کی ہر نعمت اس کے قدموں میں سجدہ ریز ہے' سوائے دین حنیف پر ایمان لانے کے! کسی زمانے میں وہ سکوائش کا اچھا کھلاڑی تھا اور پولو پرنس آف ایڈنبرا کے ساتھ کھیلا کرتا تھا۔ ان دنوں اس کی صحت قابل رشک تھی مگر عورت اور شراب کی کثرت نے اس کا چہرہ ہی نہیں' جسم بھی بگاڑ کر رکھ دیا۔ مرزا طاہر احمد جس کا کہنا ہے کہ مجھے نماز کے مقابلے میں باورچی خانے میں بیوی کے لیے کھانا پکانے میں زیادہ سرور ملتا ہے۔ آج کل راتوں کو لندن کے مضافات ومبلڈن کے ایک پرشکوہ محل میں ٹہلتا نظر آتا ہے۔ اس نے کئی شادیاں کر رکھی ہیں۔ جن کی اولادوں کی اولادیں بھی جوان ہو چکی ہیں۔ لیکن ومبلڈن کے محل میں رہائش پذیر آصفہ اس کی محبوب اہلیہ ہے' جس کی دو بیٹیاں ہیں جن کی عمریں اٹھارہ اور بیس سال کے درمیان ہیں' اس کی پوری زندگی کا سرمایہ ہیں۔

لندن کے جنوب سے ۶۴ کلومیٹر دور واقع ''اسلام آباد'' میں مرزا طاہر احمد سال کے سات مہینے جم کر بیٹھتا ہے۔ ہر اگست میں یورپ کے آباد قادیانیوں کا سالانہ میلہ یہاں منعقد ہوتا ہے۔ گزشتہ سال اس میلے میں بیس ہزار قادیانیوں نے شرکت کی۔ یہ میلہ جسے قادیانی

"حج اصغر" کا نام دیتے ہیں' فقط مرزا طاہر احمد کے چہرے کا دیدار کرنا ہے۔ "اسلام آباد" کی اس انگلستانی قادیانی ریاست میں دنیا کا سب سے جدید ترین پریس کام کرتا ہے جسے نیویارک کی ففتھ ایونیو کی تاجر برادری کے یہودی چیئرمین ڈیوڈ سلم نے مرزا طاہر احمد کی سالگرہ پر ۱۹۸۵ء میں تحفے میں دیا تھا۔ جسد ملت اسلامیہ کا یہ ناسور دنیا کے ہر اس خطہ میں جہاں اسلام کی برتری کے کچھ آثار نظر آتے ہوں' اپنے ایجنٹ بھیجنا نہیں چھوڑتا۔ واقعہ یہ ہے کہ مالی میں ۱۹۸۳ء میں جن تین ہزار ملاوی بدھوں نے اسلام قبول کیا تھا' ان میں نصف سے زائد کو دوبارہ بدھ بنانے میں طاہر کے ایجنٹوں نے مرکزی کردار ادا کیا۔ اکتوبر ۸۳ء "وال سٹریٹ" کے نمائندے اور اپنے دوست کو انٹرویو دیتے ہوئے مرزا طاہر احمد نے کہا تھا "ہمیں بھٹو نے اقلیت قرار دیا تو ساتھ ہی اس نے ہمیں یہ یقین بھی دلایا کہ یہ چند روز کی بات ہے' گرد بیٹھ جائے گی تو سارا معاملہ میں تم لوگوں کے حق ہی میں کروں گا..... لیکن بعد ازاں پاکستان کے بعض ملاؤں جن کی رہنمائی مولانا مفتی محمود اور نیازی کر رہے تھے' نے بھٹو کو یہ موقع ہی نہ دیا کہ وہ ہمارا ساتھ دے' حالانکہ دل سے وہ ہمارے ساتھ تھا۔ پھر جب جولائی ۷۷ء میں بھٹو کو زبردستی اقتدار سے محروم کر کے فوجی آمر ضیاء الحق بر سر اقتدار آیا تو ہماری ساری امیدیں خاک میں مل گئیں۔ ضیاء الحق نے ہم پر سب سے زیادہ ظلم ڈھایا۔ اس نے ہمارے مسلمان کہلوانے کے حق کو بھی غصب کر لیا کہ اب ہم پاکستان میں مسلمان نہیں کہلا سکتے' نہ لکھ سکتے ہیں۔ اس نے ہماری مساجد کو عبادت گاہیں قرار دے دیا۔ وہاں کلمہ (طیبہ) مٹا دیا گیا تو کیا ہم ان سب چیزوں کو فراموش کر دیں گے؟ ہم بدلے کے لیے کچھ نہ کچھ تو کرتے ہی رہیں گے۔" پاکستان میں کلیدی عہدوں پر فائز بعض قادیانیوں کو ان کے عہدوں سے ہٹائے جانے کا جواب دیتے ہوئے مرزا احمد طاہر نے کہا "ہمارے لوگ اگر ان عہدوں پر فائز ہیں تو اپنی ذہانت' قابلیت کی بنیاد پر فائز ہیں۔ (ڈاکٹر) عبدالسلام کی شہرت کو بھی یہ پاکستانی مسلمان چبھتی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ (سر ظفر اللہ) بھی ہمارا تھا لیکن بانی پاکستان نے اس پر اعتماد کیا۔ اگر مذہب کی بنیاد پر اکثریتی فرقے پر کوئی اقلیتی ذہن کا آدمی فائز نہیں ہو سکتا تو پھر مانچسٹر کے مسلمان میئر کو بھی ہٹا دینا چاہیے کہ اصول کے تحت تو وہ بھی اکثریتی فرقے عیسائیوں پر حکومت نہیں کر سکتا۔"

مرزا طاہر احمد اس سلسلے کی چوتھی کڑی ہے۔ جسے تخلیق کرنے میں متحدہ ہندوستان پر

قابض برطانوی انگریزوں نے بڑی عرق ریزی اور محنت سے کام لیا تھا۔ قادیانی اپنی تخلیق کے دن سے عالم اسلام کو کمزور کرنے ' اسے زک پہنچانے میں پیش پیش ہیں۔ مسلمان جدھر منہ کرتے ہیں یہ ادھر کو پیٹھ کر لیتے ہیں' بدنام زمانہ مصنف سلمان رشدی نے "شیطانی آیات" (Satanic Verses) لکھی تو پوری دنیا کے مسلمانوں میں غصے کی ایک لہر دوڑ گئی جو ابھی تک دبائی نہیں جا سکی۔ برطانوی مسلمانوں نے سلمان رشدی کے خلاف زبردست جلوس نکالے' جلسے منعقد کیے اور اس دل آزار کتاب پر پابندی عائد کرانے کا ہر حربہ استعمال کیا۔ ایرانی رہنما آیت اللہ خمینی کے فتوے نے مسلمانوں کو اور بھی ہمت دلائی۔ عالم اسلام کے بچے بچے نے کتاب اور اس کے مصنف کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے صفحہ ہستی سے مٹا ڈالنے کا عہد کر ڈالا۔ لیکن یہ مرزا طاہر احمد ہی تھا' جس نے سلمان رشدی کے حق میں بیانات دیے' انٹرویو ریکارڈ کروائے اور کہا "آیت اللہ خمینی کا یہ فتویٰ کہ سلمان رشدی کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے' سراسر بے بنیاد اور غیر انسانی رویے کی دلیل ہے۔ یہ مسلمان جنونی (Fanatic) ہیں جو ہر بدلی ہوئی آواز کو دبا دینا چاہتے ہیں۔ رشدی کے مسئلے پر برطانوی مسلمانوں نے مظاہرے کر کے اپنے آپ کو ذلیل کروایا ہے۔ میں رشدی کو اپنا بھائی کہتا ہوں۔" برطانوی مسلمانوں کے متفقہ لیڈر شیر اعظم' جنہوں نے سلمان رشدی کو روپوش ہونے پر مجبور کر دیا' کی تحریک پر تبصرہ کرتے ہوئے مرزا طاہر احمد نے یہ مکروہ بیان کیا "شیر اعظم نے سلمان رشدی کے خلاف مسلمانوں کو ابھار کر مسلمانوں کو بھی ذلیل کیا ہے' خود بھی ذلیل ہوا ہے۔"

مرزا طاہر احمد کے اس مذموم بیان پر برطانوی مسلمانوں نے اپریل ۹۰ء کو ومبلڈن میں ایک زبردست احتجاجی مظاہرہ کیا اور طاہر احمد کو گرفتار کرنے کا مطالبہ کیا کہ وہ بھی سلمان رشدی کے کافرانہ عزائم میں برابر کا حصہ دار ہے۔ مرزا طاہر احمد اسی روز اپنے محل کے عقبی دروازے سے بذریعہ کار پہلے "اسلام آباد" پھر وہاں سے فرانس بھاگ گیا اور وہاں جا کر "زیتوگ برگ" اخبار کے ذریعے اپنے بیان کی تردید جاری کر دی۔

(ہفت روزہ "زندگی" لاہور' جلد ۱۱' شمارہ ۱۱)

❁